نئی صدی میں عجز وانکساری کے ساتھ قربانیاں پیش کرتے ہوئے داخل ہوں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷/ مارچ ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات تلاوت کیں:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ (طٰہٰ: ۱۰۶ تا ۱۰۹)

جس طرح ہر سال رمضان شریف میں آخری دنوں میں ایک جمعہ آتا ہے جسے ہم جمعۃ الوداع کہا کرتے ہیں اسی طرح احمدیت کی پہلی صدی کے آخر پر آج یہ وہ جمعہ ہے جسے ہم اس صدی کا جمعۃ الوداع کہہ سکتے ہیں۔ جوں جوں وقت قریب آرہا ہے دل کی دھڑکنیں تیز تر ہوتی چلی جارہی ہیں اور آج ہی صبح ہالینڈ کے امیر صاحب نے فون پر ایک بات کرنی تھی جو ہالینڈ ہی کے باشندے ہیں انہوں نے بھی بے ساختہ یہ کہا کہ اب تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے تیز رفتار گاڑی پہ بیٹھ کر ہم اگلی صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ جیسے ہوائی جہاز جب ایئر پورٹ پر اُتر رہا ہوتا ہے تو اُس وقت رفتار کا زیادہ احساس ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ جب وہ ہوا میں اُڑ رہا ہو۔ اس وقت صرف یہی محسوس نہیں ہوتا کہ انسان ایئر پورٹ کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے جہاز میں بیٹھا ہوا بلکہ یوں معلوم

ہوتا ہے کہ ایئر پورٹ بھی بڑی تیزی کے ساتھ اُس جہاز کی طرف بڑھ رہی ہے جس میں مسافر سفر کرتے ہیں۔ تو اس وقت تو ویسی ہی کیفیت پیدا ہو چکی ہے اور تمام دنیا سے احمدی مردوں، عورتوں اور بچوں کے جو خطوط مل رہے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا کے احمدیوں کے دلوں میں ایک عظیم ہیجان بر پا ہے۔ سارے ہی بہت تیزی کے ساتھ مختلف رنگ میں اگلی صدی میں داخل ہونے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں اور مختلف ممالک کے لوگ اپنی اپنی زبانوں میں مختلف نغمے بنا رہے ہیں جو انصار بھی پڑھ کر ریکارڈ کر کے بھجوا رہے ہیں، خدام بھی بھجوا رہے ہیں، لجنات بھی، ناصرات بھی اور انگلستان سے متعلق بھی مجھے معلوم ہے کہ یہاں بھی ایسے نغمات تیار کئے گئے ہیں۔ تو ایسے نغمات کے دن آنے والے ہیں جن میں ہم خدا کی حمد کے ترانے گائیں گے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ پر کثرت سے درود بھیجیں گے اور اسی طرح حمد و ثناء کے ساتھ اور درود پڑھتے ہوئے اور درود کے راگ الاپتے ہوئے اور خدا کی حمد کے گیت گاتے ہوئے ہم انشاء اللہ اگلی صدی میں داخل ہوں گے۔

مجھے یہ دکھائی دے رہا ہے کہ اگلی صدی میں فضا تبدیل ہونے والی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے حیرت انگیز تائیدی نشانات دکھلائے جائیں گے۔ بہت ہی عظیم کام ہم نے کرنے ہیں جن کے لئے اگلی صدی کا دور مقدر ہو چکا ہے اور بہت سی نئی ذمہ داریاں ہم پر ڈالی جانے والی ہیں جن کے لئے ہم اپنے آپ کو جہاں تک توفیق ہے تیار کر رہے ہیں لیکن جو کام درپیش ہے اور جو مشکلات سامنے ہیں اُن کو دیکھ کر بسا اوقات یہ محسوس ہوتا ہے جیسے عظیم الشان پہاڑ سامنے کھڑے ہیں جن کو سر کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے اور وہ پہاڑ ایسے ہیں جو بڑے تکبر کے ساتھ اپنی چوٹیوں کے سر بلند کئے ہوئے ہمیں اس طرح حقارت سے دیکھ رہے ہیں اور اس طرح چیلنج دے رہے ہیں کہ تم کون ہو اور ہوتے کیا ہو کہ ہماری بلندیوں کو فتح کرنے اور سر کرنے کے ارادے باندھ رہے ہو؟ چاروں طرف یہی عالم ہے ہر طرف سے احمدیت کے لئے روکیں کھڑی کی جارہی ہیں اور راستے کی تمام روکیں جو پہلے تھیں اُن کو بلند تر کیا جا رہا ہے۔ پہلے افراد یہ دعوے کیا کرتے تھے کہ ہم احمدیت کو مٹا دیں گے اور اُس کے ایسے منصوبے باندھا کرتے تھے۔ پھر گروہوں نے یہ کام شروع کیا پھر ملک ملک کے گروہ اکٹھے ہوئے اور اب حکومتوں نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور حکومتوں کے گروہ اس بات پر اکٹھے ہو رہے ہیں کہ جس طرح بھی بن سکے احمدیت کی راہ روک دی جائے اور ان کی ترقی کی تمام

راہیں مسدود کر دی جائیں۔ ایسے حالات میں بعض کمزور دل یہ سوچ سکتے ہیں کہ ہماری یہ خوش فہمی ہے ہم بڑے بڑے دعوے کر کے اپنے دل بڑھاتے ہیں لیکن دل بڑھانے کے ساتھ ضروری تو نہیں کہ ہماری قد و قامت بھی بڑھ جائے اور بلند دعوے کرنے سے یہ نتیجہ تو نہیں نکلتا کہ ہم میں عظیم الشان طاقت بھی پیدا ہو جائے۔ ایک پہلو سے اُن کی یہ بات درست ہے اور یقیناً درست ہے کہ نا تو دل بڑھانے سے قد اونچے ہو جایا کرتے ہیں نہ قوت کی باتیں کرنے سے جسم میں توانائی پیدا ہو جاتی ہے لیکن جس دنیا میں ہم یہ دعاوی کر رہے ہیں وہ دنیا عام دنیا سے مختلف دنیا ہے وہ دنیا مذہب کی دنیا ہے اور وہ دنیا ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے بالکل دنیا سے الگ ایک تاریخ پیش کی ہے اور ایسے قوانین ہمارے سامنے کھول کر رکھے ہیں جن کا اطلاق مذہب کی دنیا پر ہوتا ہے اور یہ قوانین صرف مذہبی دنیا سے تعلق نہیں رکھتے۔ جب دوسری دنیا کے قوانین ان قوانین سے ٹکراتے ہیں تو ان قوانین کو بالا دستی عطا کی جاتی ہے اور ان سے ٹکرا کر وہ دوسرے قوانین پاش پاش کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے بار بار کھول کے رکھا اور ہمارے **بلند بانگ دعاوی دیوانوں کی بڑ نہیں ہیں بلکہ ایسے فرزانوں کی باتیں ہیں جن کے پیچھے خدا کا کلام ہے اُن کی پشت پناہی کر رہا ہے اور جن کے پیچھے انبیاء کی تمام تاریخ کھڑی ہے اور اُنہیں جرأت اور حوصلے دلا رہی ہے کہ آگے بڑھو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ تمہارے مقدر میں آگے بڑھنا ہے، آگے بڑھنا ہے، آگے بڑھنا ہے۔ اس لئے بے خوف خدا پر توکل کرتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔**

قرآن کریم کی جس آیت کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے جب دعویٰ کیا کہ میں تمہاری نظر میں ایک اُمی عام عرب کا باشندہ ہوں اور تم جب مجھ سے یہ باتیں سنتے ہو کہ میں عرب کو فتح کروں گا تو تم بڑی حقارت سے دیکھتے ہو اور آپس میں جب مجلسیں لگاتے ہو تو مجھے دیوانہ کہتے ہو۔ کہتے ہو کیسی عجیب عجیب باتیں کرتا ہے لیکن تم عرب کی فتح پر متعجب ہو رہے ہو مجھے خدا نے تمام دنیا کی فتح کے وعدے دیئے ہیں اور تمام عالم کو میری صداقت کے اقدام کے نیچے بچھا دیا جائے گا۔ یہ دعویٰ تھا جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زبان سے دنیا نے سنا اور بھی زیادہ تعجب اور استہزاء

اور تمسخر کا سلوک اُن کے ساتھ کیا لیکن خدا تعالیٰ نے اس وقت دنیا کی کیا کیفیت تھی اور وہ کیا کیا سوال حضور اکرمؐ سے کیا کرتے تھے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ان کے مقابل پر کیا کیا حالت تھی اور خدا تعالیٰ سے کس طرح وہ روز عظیم الشان خوشخبریاں سنا کرتے تھے اس مضمون کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ فرمایا وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ اے محمدؐ! تجھ سے وہ پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ ایک عرب کے پہاڑ کی بات نہیں رہی تو تو یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ تمام دنیا کے پہاڑوں کو فتح کرے گا اس لئے اب عربوں کا سوال ایک پہاڑ کے متعلق نہیں رہا وہ تجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا اس دنیا کے تمام عظیم پہاڑوں کی روکوں کو تم چکنا چور کر دو گے؟ کیا ان تمام مشکلات پر غالب آ جاؤ گے؟ بڑی عظیم الشان سلطنتیں تھیں جو عرب کے دائیں بھی کھڑی تھیں اور بائیں بھی کھڑی تھیں۔ ایک طرف سلطنت روم کا پہاڑ تھا۔ یعنی چوٹی در چوٹی سلسلہ وار ہزاروں میل تک پھیلا پڑا تھا اور دوسری طرف کسریٰ کی حکومت کا پہاڑ تھا جو چوٹی در چوٹی سلسلہ وار ہزاروں میل تک پھیلا پڑا تھا۔ پھر اس کے بعد دنیا کی اور عظیم الشان طاقتیں تھیں چین کی سلطنت بھی تھی جس کے قصے عرب تک پہنچا کرتے تھے لیکن جن سے بہت کم لوگوں کو ذاتی شناسائی تھی۔ تو عربوں نے جب آنحضرت ﷺ کا یہ دعویٰ سنا تو اُن کی توجہ یقیناً ان تمام طاقتوں کی طرف منتقل ہوئی ہوگی اور اُنہوں نے سوچا ہوگا کہ یہ کیسے دعوے کر رہا ہے؟ ہمارے سامنے تو بالکل کمزور اور بے بس اور طاقت سے عاری دکھائی دے رہا ہے اور کہتا یہ ہے کہ میں تمام دنیا کے پہاڑوں کو فتح کرلوں گا۔ تو اس منظر کو ایک کلمے میں محفوظ کرتے ہوئے اس کی تصویر کشی قرآن کریم اس طرح فرماتا ہے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ اے محمدؐ! تجھ سے وہ بہت سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ان سے کہہ دو کہ ہاں مجھے طاقت نہیں ہے کہ میں ان پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کرسکوں لیکن يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا میرا خدا، میرا رب ان پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دے گا۔ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا اور انہیں ایک چٹیل میدان بنادے گا۔ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ان پہاڑوں میں پھر نہ کوئی موڑ تم دیکھو گے، نہ کوئی کجی نظر آئے گی اور نہ کوئی بلندی دکھائی دے گی۔ یہ تمام کے تمام پہاڑ ایک چٹیل میدان کی طرح زمین کے ساتھ ہموار اور برابر کر دیئے جائیں گے۔ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ہاں یہ دن ہوگا جب وہ اس داعی محمد مصطفیٰ ؐ کی غلامی کے لئے تیار ہو چکے

ہوں گے اور اس کی اطاعت کے سوا اُن کے پاس کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ لَاعِوَجَ لَهٗ اس میں تم کوئی کجی نہیں دیکھتے۔ ہر لحاظ سے سیدھا، ہر لحاظ سے صراط مستقیم پر قائم اور کسی پہلو سے بھی تم اگر تلاش کرنے کی کوشش کرو تو اس کے کردار میں تمہیں کسی قسم کی کوئی کمی، کوئی کجی دکھائی نہیں دے گی۔ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا اُس وقت یہ آوازیں جو آج بڑی بڑی باتیں کر رہی ہیں اور بلند ہو رہی ہیں اور پہاڑوں کی بلندیوں کے قصے کرتی ہیں خود اتنی دھیمی ہو جائیں گی اور خدا کے خوف سے اس طرح دب جائیں گی کہ تمہیں سوائے سرگوشیوں کے ان لوگوں کی کوئی آواز تمہیں سنائی نہیں دے گی۔ یہ وہ وعدہ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے خدا تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے کیا اور اُس کے تھوڑی دیر بعد ہی ہم نے واقعةً عظیم الشان پہاڑوں کو ریزہ ریزہ ہو کر بکھرتے دیکھا۔ اب وہ اسلام کے گھوڑوں کے سامنے چٹیل میدان بن گئے۔ اسلام کا پیغام دندناتا ہوا اُن کے سینوں پر سے راہیں نکالتا ہوا اگلی دنیا کی طرف بڑھتا رہا۔ تو جو پیشگوئی ایک دفعہ تاریخ عالم نے لفظاً لفظاً بعینہٖ پورا ہوتی دیکھ لی ہے کیوں تم تعجب کرتے ہو کہ اس پیشگوئی کا دوبارہ ظہور نہیں ہوگا۔ گویا یہ اپنی راہ میں اپنی منزل تک پہنچے بغیر آدھے رستے میں تھک کر بیٹھ جائے گی ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ آج بھی یقیناً دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں کے پہاڑ اسلام کی راہ روک کے کھڑے ہیں۔ آج بھی بے شک ہمیں اتنی طاقت بھی ان کے مقابل پر نہیں جتنی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عرب غلاموں کو دنیا کی دیگر عظیم الشان سلطنتوں کے مقابل پر حاصل تھی لیکن آج بھی وہی خدا ہے، **وہی محمد مصطفی ﷺ کا خدا ہے جو چودہ سو سال پہلے تھا اور ہم نہیں ہمارا خدا ان پہاڑوں کو ضرور ریزہ ریزہ کر دے گا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اگلی صدی میں تم یہ نظارے دیکھو گے کہ عظیم الشان طاقتوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے میدانوں کی طرح، ہموار میدانوں کی طرح تمہارے سامنے بچھا دیئے جائیں گے اور احمدیت کی فتح کے گھوڑے اور اسلام کی فتح کے گھوڑے دندناتے ہوئے اُن کی چھاتی کے اوپر سے گزرتے چلے جائیں گے پھر اگلی دنیاؤں کو فتح اور پھر مزید اگلی دنیاؤں کو فتح کرتے چلے جائیں گے۔**

پس پہاڑوں کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور مذہبی دنیا میں ایسا ہوتا آیا ہے اور یہ خدا کی طاقت ہے جو ایسا کرتی ہے۔ جہاں اس مضمون پر غور کرنے سے ہم میں عظیم

حوصلے پیدا ہوتے ہیں، یقین پیدا ہوتا ہے، ہمارے عزائم کے سر بلند ہوتے ہیں وہاں انکساری کے سر جھکتے بھی ہیں وہاں عجز کے نئے سبق بھی ہم سیکھتے ہیں۔ وہاں ہمیں یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ ہم اپنی طاقت سے اپنی حکمتوں اور اپنی ہوشیاریوں کے بل بوتے پر دنیا میں کوئی کام سرانجام نہیں دے سکیں گے۔ يَنْسِفُهَا رَبِّىْ نَسْفًا اگر ہمارے مقابل پر عظیم طاقتوں کو کوئی طاقت شکست دے گی تو ہمارے رب کی طاقت ہے اور ہماری اپنی طاقت نہیں ہے۔ پس اگر اس پیغام کو تم نے بھلا دیا تو کوئی پہاڑ تمہارے لئے سر نہیں جھکائے گا۔ **کسی پہاڑ کو فتح کرنے کی تم مقدرت نہیں رکھو گے اس لئے اس صدی سے اسلام کی سر بلندی کی خاطر اپنے سر جھکا کر نکلو اور اگلی صدی میں اسلام کی سر بلندی کی خاطر اپنے سر جھکا کر داخل ہو۔** عجز و انکسار کے ساتھ داخل ہو، دعائیں کرتے ہوئے داخل ہو، خوشیوں کے گیت ضرور گاؤ لیکن اس کامل یقین کے ساتھ کہ ہمارا ایک خدا ہے جو ہماری پشت پناہی کے لئے کھڑا ہے اور ہم میں کوئی بھی طاقت نہیں جب تک اُس خدا کی نصرت ہماری مدد کو نہ آئے ہم ایک انگلی ہلانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے، ایک قدم بھی آگے بڑھانے کی طاقت نہیں رکھتے، ہمارا سانس لینا بھی اپنی طاقت میں نہیں ہے۔ یہ سب کچھ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت کا اذن جاری ہو۔ اگر اس عجز کے ساتھ تم آگے بڑھو گے تو خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہیں ایسے نظارے بھی دکھائے گی کہ نہایت عاجز اور حقیر چیزیں دنیا میں عجیب عظمتیں پا گئیں۔ ایک نظارہ تو تم نے یہ دیکھا کہ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کیا گیا اور ذرّوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ وہی خدا کی تقدیر جو یہ عظیم الشان کام کر کے دکھاتی ہے وہ ایسے نظارے بھی تو دکھاتی ہے کہ ریزوں کے پہاڑ بنا دے گی اور ذرّوں کو بلندیاں عطا کی گئیں اور عظمتیں بخشی گئیں۔

پس جہاں تک غیروں کے محمد رسول کریم ﷺ کے دشمنوں کے مٹنے کا تعلق ہے یاد رکھو کہ خدا اُن کو مٹائے گا تم سے نہیں مٹائے جا سکتے۔ جہاں تک تمہارا عظمتیں حاصل کرنے کا تعلق ہے یاد رکھو کہ خدا کے ہی کے ہاتھ میں عظمتیں ہیں لیکن وہ صرف عاجز بندوں کو یہ عظمتیں عطا کیا کرتا ہے اور ایسا ہونا کہ ذرّے پہاڑ بن جائیں کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں سمندر میں گھونگھوں کی کیا حیثیت ہوا کرتی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان سمندر ہیں جن کے مقابل پر سمندر کے گھونگھے کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ چھوٹی چھوٹی زندگی کی قسمیں ہیں جو بالکل حقیر ہیں دنیا کی زندگی کی دوسری

تمام قسمیں اُن پر غالب آ جاتی ہیں اور اُن کو اپنی خوراک بنالیا کرتی ہیں۔ بے طاقت، بے رفتار، دشمن سے بھاگنے کی بھی اُن کو طاقت نہیں ہوتی، کسی پر حملے کرنے کی بھی اُن کو طاقت نہیں، زندگی کی کمزور ترین صورتوں میں سے ایک صورت ہے اور حجم بھی بالکل معمولی ادنیٰ سا۔ کبھی کبھی سمندر کی لہریں اُن گھونگھوں کو خشکی پر ساحل پر پھینک دیا کرتی ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹا، کمزور سے کمزور بچہ بھی اُن پر ہاتھ ڈالتا ہے اُن کو اپنے دفاع کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہی گھونگھے ہیں جو عجز اور انکساری کے ساتھ جانیں دیتے ہوئے سمندر کے فرشوں پر، سمندر کی زمینوں پر ایک کے بعد دوسرا گرتا چلا جاتا ہے اور وہ ایک زندگی میں نہیں، دو زندگیوں میں نہیں ہزاروں لاکھوں نسلوں میں بھی یہ امید نہیں کر سکتے اتنے کمزور ہیں اور اتنے چھوٹے ہیں کہ کبھی اُن کا سر سمندر کی لہروں کی سطح سے باہر بلند ہو سکے گا لیکن کامل استقلال کے ساتھ مسلسل اُن کی ایک نسل اور پھر دوسری نسل اور پھر تیسری نسل مر مر کر سمندر کی تہہ بھرتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ سمندر کی سطح سے اُن کا سر واقعۃً بلند ہو جاتا ہے اور زندگی کی دوسری قسمیں وہاں امن ڈھونڈتی ہیں اور اُن کی قبروں پر نئی زمینیں، نئی کائناتیں بنتی ہیں، نئے جزیرے وجود پذیر ہوتے ہیں۔ تو ہماری یہ حیثیت اگر گھونگھوں سے بڑھ کر نہ ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر ہم میں اپنے دفاع کی کوئی طاقت نہ ہو تب بھی فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہاں ایک چیز کی ضرورت ہے عزم کی اور یقین کی اور جدوجہد مسلسل کی۔ پیہم مسلسل سعی کرتے چلے جائیں اور یہ جان لیں کہ گھونگھوں کے جزیرے بھی بنی نوع انسان کے لئے فائدہ بخش ہوتے ہیں لیکن آپ کی نعشوں پر، آپ کی نسلوں کی نعشوں پر جو اسلام کے جزیرے تعمیر ہوں گے اُن سے بڑھ کر دنیا کے لئے کوئی فائدہ مند جزیرے کبھی نہیں بنائے گا لیکن آپ کا مقابلہ کسی ایک سمندر کے کسی ایک حصے سے نہیں ہے۔ آج بدی کا پانی تمام دنیا کی خشکیوں کو غرق کر چکا ہے۔ آپ کو مسلسل ایسی قربانیاں دینی ہوں گی کہ ایک یا دو جزیرے نہیں بنانے ہوں گے بلکہ نئی زمینیں تعمیر کرنی ہوں گی اور نئی زمینیں بعد میں بنا کرتی ہیں پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے آسمان بنائے جاتے ہیں۔

پس آسمان سے اپنا تعلق جوڑ لو اور کامل یقین رکھو اور پورا توکل کرو اور انکساری کا دامن تھام لو اور مسلسل جدوجہد کرتے چلے جاؤ اس بات سے بے نیاز ہو جاؤ کہ تم آج فتح کا منہ کیوں نہیں دیکھ رہے یا کل فتح کا منہ کیوں نہیں دیکھ رہے۔ تمہاری نسلوں کو کیوں خدا تعالیٰ کی تقدیر اور انتظار

کروا رہی ہے ان سب باتوں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ تمہاری فتح کا دن وہ دن ہے جب اسلام کی خاطر تم قربان ہو جاؤ گے۔ ہم میں سے ہر وہ شخص جو اسلام کی راہ میں قربانیاں دیتے ہوئے اپنے وجود کو کھو دیتا ہے وہ دن جس دن اُس نے اپنے وجود کو کھویا اُس کی فتح کا دن ہے۔ یہی وہ راز تھا جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے اپنے غلاموں کو سکھا دیا تھا اور پھر اُس کے بعد اسلام کے لئے کسی شکست کا کوئی سوال باقی نہیں رہا تھا۔ ایک موقع پر ایک صحابی کو جب دشمنوں نے گھیرا ہوا تھا تو پیشتر اس کے کہ وہ جلاد نیزہ مار کے اُن کو شہید کرتے جب وہ جلاد نیزہ مارنے کے لئے اُن کی طرف بڑھ رہا تھا تو انہوں نے بڑے زور سے نعرہ لگایا **فزت برب الکعبة** ۔ **فزت برب الکعبة** (بخاری کتاب المغازی حدیث نمبر: ۳۸۶۴) کہ میں تو کامیاب ہو گیا۔ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ حیرت اور استعجاب سے اُن لوگوں نے اس آواز کو سنا جو ایک شہید ہونے والے کے آخری لمحوں کی آواز تھی اور وہ بعض دلوں میں ایسا ڈوب گئی کہ اُن کو چین نہیں آیا جب تک کہ انہوں نے اسلام کے متعلق مزید تحقیق کر کے اُس کو سچا پاتے ہوئے اُس کو قبول نہ کر لیا۔ پس آنحضور ﷺ نے جو فتح کا ایک راز اپنے غلاموں کو سکھا دیا تھا وہ یہی راز تھا کہ تمہاری فتح کا دن وہ دن ہے جب خدا کے حضور تم اپنا سب کچھ پیش کر دو پھر اس بات سے بے نیاز ہو جاؤ کہ تمہاری نسلیں کیا دیکھتی ہیں اور کیا نہیں دیکھتیں۔ پس اس عزم کے ساتھ آگے بڑھو میں جانتا ہوں کہ خدا کی تقدیر ضرور اور ضرور عظیم الشان فتوحات دکھائے گی لیکن میں یہ تعلیم دیتا ہوں اور یہ میں قرآن اور محمد مصطفی ﷺ کی تعلیم سے آپ کو دیتا ہوں اپنی طرف سے نہیں دے رہا کہ ان فتوحات کی لالچ میں آگے نہ بڑھو، اُن فتوحات کی حرص لے کر آگے نہ بڑھو کیونکہ حقیقی اور اصلی اور دائمی فتح تمہاری قربانی کا دن ہے اور تمہاری قربانی کی فتح ہے۔ **پس اپنی قربانی کے حوصلے بلند کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر قربانی کے ارادے اور نیتیں باندھتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہو اور خدا سے یہ عرض کرو کہ جب بھی ہماری واپسی کا وقت آئے تیرے حضور ہم فلاح پانے والوں میں شامل ہوں۔ اگر ایسا کر لو گے تو ہر آن، ہر قدم فتح ہی کا دن ہے، ہر لمحہ ہماری فتح کا لمحہ ہوگا۔ ہم میں نئے آنے والے بھی فاتحانہ شان سے اس دنیا میں داخل ہو رہے ہوں گے، ہم میں سے وہ جو اس دنیا سے جدا ہو رہے ہوں گے وہ بھی فاتحانہ شان میں اس دنیا سے جدا ہو رہے ہوں گے۔ یہ وہ جماعت ہوگی جس کو دنیا کی کوئی طاقت مفتوح اور مغلوب نہیں کر سکے گی۔**

جہاں میں نے گھونگھوں کی مثال دے کر آپ کو یہ یاد دلایا اور ایک نظارہ قانون قدرت سے دکھایا کہ مرنے والے حقیر لوگ بھی قربانیاں دینے والے بالکل بے حقیقت ذرّات بھی جب استقلال کے ساتھ مستقل جدوجہد کے ساتھ قربانیاں پیش کرتے چلے جاتے ہیں تو اُن قربانیوں کو ضرور سر بلندی عطا کی جاتی ہے۔عظیم سمندروں پر اُن کو فتحیاب کیا جاتا ہے وہاں اس خطبے کو ختم کرنے سے پہلے میں اس امر کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جزیرے کا وہ حصہ جو سمندر سے باہر سر نکالتا ہے اگر اپنی بلندی پر مغرور ہو جائے اور اپنی بلندی کا مقابلہ اُن حقیر ذرّات کی پستی سے کرنے لگے جو اُس کو سمندر کی تہہ میں ارب ہا ارب ٹن وزن کے نیچے دبے ہوئے دکھائی دیتے ہوں گے تو کیسی جہالت کی بات ہوگی۔ وہ پہلی نسل گھونگھوں کی جو سمندر کی تہہ میں بغیر کسی مقصد کے بظاہر بغیر کسی نظر آنے والے مقصد کے اپنی لاشیں بچھا دیتی ہیں وہ اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ اس کی آئندہ نسلیں ضرور فتح یاب ہوں گی اور سب سے بڑی فتح پانے میں نسل وہی نسل ہے جو سب سے پہلے ترقی کے سلیقے سکھاتی ہے۔قربانی کے رستوں سے گزارنے کے آداب بتاتی ہے۔اس کے اوپر جتنی بھی وہ عمارت بلند سے بلند تر ہوتی چلی جائے وہ ساری ہمیشہ ہمیش کے لئے اُس ادنیٰ پست پہلی سطح کی ممنونِ احسان رہتی ہے۔پس اپنے اُن بزرگوں کے احسانات کو نہ بھولیں خواہ وہ آج سے سو سال پہلے گزر گئے یا چند دن پہلے گزرے یا چند لمحے پہلے گزرے،خواہ اس صدی میں گزرے یا چودہ سو سال پہلے گزرے۔ وہ سارے قربانی کے گھونگھے جو خدا کی راہ میں اپنی جانیں بچھاتے رہے جن پر اسلام کی بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہوئیں اور یہ عظیم الشان جزیرے اُبھرے وہ لوگ ہماری خاص دعاؤں کے حقدار ہیں۔ہم محتاج ہیں کہ اُن کے لئے دعائیں کریں اور وہ حقدار ہیں کہ ہم اُن کے لئے دعائیں کریں اور اُن کے تصور سے ہم وہ عرفان حاصل کریں جو انکساری کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔انکساری محض زبان سے حاصل نہیں ہوا کرتی یاد رکھیں بڑے بڑے ایسے متکبر لوگ ہیں جو اپنی شان بتانے کے لئے کہا کرتے ہیں ہم تو کوئی چیز بھی نہیں۔ بڑے بڑے ایسے ساہوکار اور امیر اور کارخانے دار ہیں بعض جو اپنی شان اس طرح بناتے ہیں کہ مجلس میں بیٹھ کر کہتے ہیں ہم تو ایک مزدور ہیں ہماری زندگی کا سارا وقت روزانہ مزدوری کرتے گزرا۔تمہیں کیا پتا ہم کیا لوگ ہیں۔وہ سمجھتے ہیں اسی میں شان ہے۔ ایک کروڑ پتی مزدور ہے جو لاکھوں مزدوروں پہ حکومت کر رہا ہے ایسی انکسار کی باتیں جھوٹی اور مصنوعی

اور بے حقیقت ہیں۔ منکسر بننے کے لئے بھی عرفان کی ضرورت ہے اور اگر آپ اپنے پرانے بزرگوں کو اُن عظمتوں کے وقت یاد رکھیں گے جو آپ کو خدا کے فضل عطا کرتے ہیں تو آپ کو حقیقی انکساری کا ایک عرفان نصیب ہوگا تب آپ جان لیں گے کہ آپ اپنی ذات میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ وہ لوگ جو سب سے پہلے آئے جنہوں نے نیکی کے اطوار سکھائے، جنہوں نے تمہیں قربانیوں کے اسلوب بتائے، جنہوں نے وہ ادائیں سکھائیں جو خدا کی نظر کو محبوب ہوا کرتی ہیں وہ لوگ ہیں جو اس صدی میں داخل ہوتے وقت سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم اُن کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور اُن کے ذکر کو بھی بلند کریں جس طرح خدا اور رسول کے ذکر کو بلند کرتے ہیں۔

اس ضمن میں مَیں نے اس سے پہلے اپنے افریقہ کے دورے میں ایک ہدایت دی تھی معلوم نہیں کس حد تک اُس پر عمل ہوا کہ یہ ایک ایسا اچھا خلق ہے اپنے بزرگوں کی نیکیوں کو یاد رکھنا اور اُن کے احسانات کو یاد رکھ کے اُن کے لئے دعائیں کرنا۔ اس خلق کو ہمیں صرف اجتماعی طور پر نہیں بلکہ ہر گھر میں رائج کرنا چاہئے۔ چنانچہ غالباً کینیا کی بات ہے وہاں میں نے ایک کمیٹی بٹھائی کہ وہ سارے بزرگ جو پہلے کینیا پہنچے تھے جنہوں نے آ کر یہاں قربانیاں دیں جماعت کی بنیادیں استوار کیں اُن کے حالات اکٹھے کرو اُن حالات کو زندہ رکھنا تمہارا فرض ہے ورنہ تم زندہ نہیں رہ سکو گے اور مجھے تعجب ہوا اور بڑا دکھ آمیز تعجب ہوا جب میں نے نوجوان نسلوں سے ان کے آباؤ اجداد کے متعلق پوچھا تو پتا لگا کہ اکثر کا کچھ پتا نہیں تھا۔ نام جانتے تھے یہ پتا تھا کہ فلاں زمانے میں کوئی صاحب آئے تھے، بعضوں کو یہ بھی پتا تھا کہ اُس کی قبر کہاں ہے، وہ دادا جو کسی وقت آیا تھا یا پڑدادا جو کسی وقت آیا تھا وہ کہاں چلا گیا بعضوں کو تو یہاں تک علم نہیں تھا چنانچہ میں نے اُن کو بتایا کہ یہ تو بہت عظیم الشان قربانیاں کرنے والے انسان تھے۔ انہوں نے ہی وہ بنیادیں قائم کی ہیں جن پر آج تم قائم ہو کر اپنے آپ کو ایک بلند عمارت کے طور پر دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ اُس کمیٹی نے بڑا اچھا کام کیا اور ایک عرصے تک میرے ساتھ اُن کا رابطہ رہا اور بعض ایسے بزرگوں کے حالات اکٹھے کئے جو نظر سے اوجھل ہو چکے تھے۔ اس لئے ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ اکٹھا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اُس تاریخ کو اُن کی بڑائی کے لئے شائع کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے آپ کو بڑائی عطا کرنے کے لئے۔ اُن کی مثالوں کو زندہ کرنے کے لئے، اُن کے واقعات کو محفوظ کریں اور پھر اپنی نسلوں کو بتایا کریں کہ

یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے آباؤ اجداد تھے۔ کن حالات میں کس طرح وہ لوگ خدمت دین کیا کرتے تھے، کس طرح وہ چلا کرتے تھے، کس طرح بیٹھا کرتے تھے، اوڑھنا بچھونا کیا تھا، اُن کے انداز کیا تھے؟ مجھے یاد ہے ایک دفعہ سیالکوٹ دورے پر گیا انصار اللہ کا صدر تھا اُن دنوں میرے ساتھ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب جو اُس زمانے میں انصار اللہ سیالکوٹ کے ناظم تھے وہ بھی ہمسفر تھے یہ مکرم چوہدری شاہ نواز صاحب کے بھائی تھے۔ تو حسن اتفاق سے ہمارا سفر اُن سڑکوں پر ہوا جن سڑکوں پر کسی زمانے میں انہوں نے بچے کے طور پر اپنے والد کو چلتے دیکھا تھا اور نئے احمدیوں کے ساتھ جو قافلہ در قافلہ قادیان کو جایا کرتے تھے۔ عجیب روح پرور وہ نظارہ تھا ہمارا غالباً تانگہ تھا یا موٹر تھی جو بھی تھا جب اُن سڑکوں سے گزر رہا تھا تو ایک ایک یاد اُن کے ذہن میں تازہ ہوتی چلی جارہی تھی۔ وہ تو بتایا کرتے تھے کہ اگر چہ استطاعت تو تھی لیکن ہمارے ابا جان مرحوم اس بات کی زیادہ لذّت محسوس کیا کرتے تھے کہ پیدل قادیان جائیں۔ چنانچہ گاؤں گاؤں سے چھوٹے چھوٹے قافلے اُس قافلے کے ساتھ ملتے چلے جاتے تھے اور جلوس بنتا چلا جاتا تھا اور کئی لوگ ساتھ پنجابی کے گیت گاتے ہوئے، صدائیں الاپتے ہوئے اُس قافلے کی رونق بڑھا دیا کرتے تھے اور نئی روحانی لذّتیں اس کو عطا کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں میں بھی کئی دفعہ انگلی پکڑ کے ساتھ اس طرح چل رہا ہوتا تھا میرے باقی بھائی بھی۔ جتنا مزہ اُس زمانے میں اُن جلسوں کا اور قادیان اس طرح پیدل جلوس کی صورت میں جانے کا آیا ویسا اُن کو پھر ساری عمر کبھی مزہ نہیں آیا۔ مزے تو آئے کئی کئی رنگ کے مزے آئے لیکن وہ بات اپنے رنگ میں ایک الگ بات تھی۔ تو اُن بزرگوں کی باتیں جس طرح انہوں نے پیار سے کیں اس سے میرا دل بھی بے ساختہ دعاؤں سے بھر گیا اور میں نے سوچا کہ کاش سارے خاندان دنیا کے اسی طرح اپنے بزرگوں کو یاد رکھیں اور اپنے بزرگوں کے تذکرے اپنے خاندان میں اپنے بچوں سے کیا کریں۔ بعض اُن میں سے ایسے بھی ہوں گے جن کو یہ استطاعت ہوگی کہ وہ ان واقعات کو چھپوا دیں کتابی صورت میں لیکن ان کو میں ایک بات کی تنبیہہ کرنا چاہتا ہوں کہ بسا اوقات ایسے واقعات اکٹھے کرنے والے احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ بعض ایسی روایات بیان کر دیتے ہیں اپنی یادداشت کی غلطی کی وجہ سے جو بعض دوسری روایات سے ٹکرا جاتی ہیں۔ بعض ایسی باتیں بیان کر دیتے ہیں جو کم عمری کی وجہ سے ناسمجھی کے نتیجے میں وہ صحیح پہچان نہیں سکے۔ واقعہ کسی اور رنگ میں ہوا بات کسی اور رنگ میں

کی گئی اور اس بچے نے کچھ اور سمجھ لیا اور وہی بیان کر دیا۔ تو یقیناً ایسے راویوں کو جھوٹا تو نہیں کہا جا سکتا لیکن غلطی انسان سے ہوتی ہے اور یہ روایتیں ایسی قیمتی اور مقدس ہیں اور جماعت کی ایسی امانت ہے کہ ان میں ہم چھوٹی اور ادنیٰ غلطیاں بھی پسند نہیں کر سکتے اس لئے اگر کسی نے ان بزرگوں کے حالات اس نیت سے چھپوانے ہوں کہ باقی بھی استفادہ کریں تو ان کا اخلاقی اور جماعتی فرض ہے کہ وہ نظام جماعت سے پہلے اس کی اجازت لیں اور علماء ان کتب کو پڑھ کر اچھی طرح اس بات کا جائزہ لے لیں کہ کوئی ایسی بات نہیں جو کسی پہلو سے بھی جماعت کے لئے مضر ہو یا غلط دعوے کئے گئے ہوں یا ضرورت سے بڑھ کر فاخرانہ انداز اختیار کیا گیا ہو جبکہ بڑائیوں کے بیان میں عاجزانہ طریق اختیار کرنا چاہئے۔ تو کئی قسم کے خطرات لاحق ہوتے ہیں ایسی باتوں میں اس لئے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ یہ کام کریں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس نسل میں ایسے ذکر زندہ ہو گئے اللہ تعالیٰ آپ کے ذکر کو بھی بلند کرے گا اور آپ یاد رکھیں کہ اگلی نسلیں اسی طرح پیار اور محبت سے اپنے سر آپ کے احسان کے سامنے جھکاتے ہوئے آپ کا مقدس ذکر کیا کریں گی اور آپ کی نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔ اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ صدی بہ صدی ہر جوڑ پر خدا تعالیٰ ایسے انتظام کرتا رہے گا کہ جماعت کے ولولے تازہ ہو جائیں، جماعت کے عزم بڑھ جائیں پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جائیں، نئے حوصلے بلند ہوں اور وہ امانت جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کی ہے اُس کو ہم آدھے راہ میں اپنی غفلتوں کے ساتھ پھر ضائع نہ کر دیں۔ **اللہ کرے کہ ہم اس شان سے اور اس عجز کی شان کے ساتھ اس توکل سے اور اس توکل کی شان کے ساتھ اس دعا سے اور اس دعا کی شان کے ساتھ اگلی صدی میں داخل ہوں کہ ہمارا ہر قدم محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں پر آگے بڑھتا رہے اور ایک قدم بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں سے ہٹ کر آگے نہ بڑھے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔**